ذاریات میں تین، الفجر، النحل اور الطارق میں دو دو ظاہر قسمیں ہیں باقی بتیس سورتوں میں ایک ایک مرتبہ یہ قسم آئی ہے، مکی سورتوں میں قسموں کی تعداد چونتیس ہے جبکہ مدنی سورتوں میں سے صرف النساء اور التغابن میں قسمیں آئی ہیں، نیز مظاہر کائنات کی زیادہ تر قسمیں ابتدائی عہد نبوت میں نازل شدہ سورتوں میں ہیں اور یہ بھی کہ سورتوں کے درمیان میں قسموں کا استعمال بہت کم ہوا ہے۔

بہر حال اقسام القرآن کے مؤلف نے کم و بیش ۸۰ تفسیری کتب کے علاوہ بیسیوں آئمہ فنون وعلوم کے اقوال اور آئمہ فقہا و محدثین کی تصریحات و توضیحات سے اپنی کتاب کو حسین سے حسین تر بنایا ہے موصوف جامعہ اسلامیہ اشاعت الاسلام عارف والا کے مدیر ہیں، مشغلہ چونکہ تدریس ہے اس لیے انداز تحریر بھی مدرسانہ اور سادہ و سلیس ہے مگر تحقیق واقعی انیق ہے، عمدہ کاغذ پر طباعت ہوئی ہے ٹائٹل انتہائی جاذب نظر ہے، اہل علم اس کا مطالعہ ضرور کریں۔

التفسیر، اہل علم کی نظر میں

استاذ العلماء مولانا جمیل احمد نعیمی

عزیز جلیل ڈاکٹر حافظ محمد شکیل حفظہ اللہ الوکیل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون و دعائے مقرون، معلوم ہو کہ آپ کا موقر و وقیع علمی و تحقیقی مجلہ ”سہ ماہی التفسیر“ باقاعدگی سے احقر کو موصول ہوتا رہتا ہے۔ مختلف اہل علم کے علمی، تحقیقی اور تخلیقی مضامین پڑھ کر آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب لبیب ﷺ کے صدقے نظر بد سے محفوظ رکھے اور یہ سلسلہ ہمیشہ جاری وساری رہے۔ (آمین) پرچوں کا جاری کرنا بھی ایک امر دشوار ہے، لیکن جاری کرنے کے بعد اس سلسلے کو قائم و دائم رکھنا بھی ایک جہاد سے کم نہیں ہوتا۔ اس مرتبہ کے شمارے (اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۷ء) میں یہ پڑھ کر بے حد رنج و افسوس ہوا کہ مخدوم و محترم مولانا حافظ محمود الحسن علیہ الرحمۃ بھی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مولائے کریم اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ ان کی اہلیہ محترمہ کو اور ان کی صاحبزادی کو صبر جمیل اور اجر جزیل مرحمت فرمائے۔ (آمین ثم آمین) آپ نے اور محترم محمد اعظم سعیدی نے جس بچے تلے اور پر مغز انداز میں انہیں خراج تحسین پیش کیا ہے وہ بھی قابل صد تعریف ہے۔

سال ۲۰۰۷ء ہمارے لئے کسی طرح عام الحزن سے کم نہیں رہا۔ اس سال قبلہ حافظ صاحب مرحوم و مغفور ہی نہیں اور بھی کئی ارباب علم و فضل اور اصحاب زہد و تقویٰ ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔ ان میں چند نمایاں نام حسب ذیل شخصیات کے بھی آتے ہیں:

1. صدر العلماء شیخ الحدیث علامہ تحسین رضا خاں (خلیفہ رشید مولانا حسن رضا)
2. محقق دوراں اور کتب کثیرہ کے مصنف علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری اشرفی علیہ الرحمۃ
3. خطیب شیریں بیاں، سلطان الواعظین مولانا ابو النور محمد بشیر سیالکوٹی علیہ الرحمۃ

۴۔ مولانا مفتی غلام یٰسین امجدی علیہ الرحمۃ

مخدوم و محترم حافظ محمود الحسن علیہ الرحمۃ سے احقر کے دیرینہ مراسم تھے۔ ۱۹۶۹ء، انجمن طلباء اسلام کے سلسلے میں جب احقر نے اپنے چند احباب کے ساتھ سندھ اور پنجاب کا دورہ کیا تو اس دورے میں جیکب آباد میں دیگر علماء و مشائخ کے علاوہ قبلہ حافظ صاحب سے ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ جن میں مفتی سید شجاعت علی قادری، مفتی منیب الرحمٰن، مولانا اقبال حسین نعیمی اور یہ فقیر ہوتا تھا۔ حافظ صاحب کو عسر و یسر فرح و ترح میں ہمیشہ شاداں و فرحاں پایا۔ کلمات حمد و شکر موصوف کی زبان پر ہمیشہ جاری رہتے تھے۔ قبلہ حافظ صاحب واقعی باغ و بہار شخصیت تھے۔ خود بھی ہنستے اور دوسروں کو بھی ہنساتے رہتے تھے۔

وقت کی قلت کے پیش نظر انہی الفاظ پر یہ فقیر اپنے خط کو ختم کرتے ہوئے حافظ صاحب کو ان الفاظ کے ساتھ محبت و خلوص کا خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ موقع ملا تو پھر کسی وقت اپنی تیس پینتیس سالہ رفاقت کو قلمبند کرے گا۔

وہ لوگ ہم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیے   ڈھونڈا تھا آسماں نے جنہیں خاک چھان کر

جمیل احمد نعیمی

استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات

دارالعلوم نعیمیہ، بلاک ۱۵ فیڈرل بی ایریا، کراچی

ڈاکٹر محمد عارف خان ساقی

محترمی جناب پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج

مدیر اعلیٰ ''سہ ماہی التفسیر۔ کراچی

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ،

آپ کے مجلّہ کے تازہ شمارے (اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۷ء) میں آپ کا مضمون ''محصنین اہل کتاب سے مسلم عورتوں کا نکاح'' سامنے کھلا ہے اور میں ہوں۔ قرآن حکیم ہی کی روشنی میں آپ نے جو نکات اٹھائے ہیں اور جن نئی جہتوں کو عمدگی اور خوبصورتی سے متعارف کرایا ہے، پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن حکیم پر آپ کی نظر بہت گہری اور مطالعہ کافی عمیق و وسیع ہے۔ بلاشبہ آپ نے پوری جامعیت کے ساتھ ایک پر مغز مقالہ تحریر فرمایا ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔ تبصرے کے طور پر قلم برداشتہ چند سطور

پیش خدمت ہیں۔ مناسب معلوم ہو تو اپنے مجلّے کے صفحات پر جگہ دے کر اپنے قارئین کے مطالعہ کے لئے انہیں پیش فرما دیں۔

آج دنیا بھر میں حالات تیزی سے تبدیل ہو رہے ہیں۔ پوری دنیا ایک عالمی گاؤں یا شہر کے دائرے میں سمٹتی چلی جا رہی ہے۔ لہٰذا سوچ و فکر کے زاویے اور انداز بھی اس انقلابی تبدیلی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس تبدیلی نے مختلف ادیان و مذاہب کے پیروکاروں اور مختلف النوع تہذیبوں سے گہری وابستگی اور ہمدردی کا جذبہ رکھنے والے افراد کو ایک دوسرے کے مقابل لا کھڑا کیا ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی تیز رفتار ترقی نے اقصائے عالم کی سب دوریاں اور نوع بشر کے مابین حائل سبھی فاصلے تقریباً مٹا ڈالے ہیں۔ اور رہی سہی کسر بھی آئندہ ایک دو عشروں میں نکل جانے کے امکانات قوی تر ہو چلے ہیں۔ ان حالات میں نوع بشر کے درمیان کشیدگی بڑھ جانے اور تفرقوں کو بے جا فروغ دینے کے مضر اثرات اور بے قابو خطرات سے ہر ذی فہم و شعور پوری طرح سے آگاہ ہے۔ یہی وہ وجوہات ہیں کہ پیش بیں و دور اندیش اہل دانش کی طرف سے آج مختلف ادیان و مذاہب اور مختلف تہذیبوں کے درمیان مکالمہ کی راہیں ہموار کرنے پر خصوصی اور بڑی شدت سے زور دیا جا رہا ہے۔ شاید ہی کوئی سمجھدار شخص اس چیز کی اہمیت و افادیت کا منکر ہوگا۔

ان حالات میں ہم دیکھتے ہیں کہ مناکحت آج کے ہر انسانی معاشرے کا وہ طاقتور ترین عنصر ہے جو خاندانی میکانزم کی تشکیل کرتا ہے۔ اس انسانی رشتے کو اگر راست بنیادوں پر استوار کیا جا سکے تو یہ وہ قبیلوں، گروہوں یا خاندانوں کے درمیان ایک دوسرے پر اعتماد، تعاون اور امداد باہمی کیلئے ایسی مستحکم بنیادیں مہیا کرنے کی پوری استعداد و صلاحیت رکھتا ہے جو وقتاً فوقتاً ابھرآنے والی ناگواریت کی لہروں سے بھی متزلزل نہیں ہوتیں۔ آنے والے دنوں میں مختلف ادیان و مذاہب کے پیروکاروں کے درمیان اس نوع کے تعلق اور مناکحت کے بڑھتے ہوئے رجحان کو کسی بھی صورت رد نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ مسلم اہل دانش اور اصحاب بصیرت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وقت کی ان کروٹوں پر گہری نگاہ رکھتے ہوئے ممکنہ طور پر کل پیش آنے والے معاملات و مسائل پر گہرے غور و خوض کے ساتھ آج ہی مناسب تیاری کر رکھیں۔ بقول اقبال۔

وہی ہے صاحب امروز جس نے اپنی ہمت سے   زمانے کے سمندر سے نکالا گوہر فردا

یہ ایک حقیقت ہے کہ افراد انسانی پر ان کے خاندان یا قبیلے کا طاقتور میکانزم اپنے گہرے اور